Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:9 (1976)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت شوہر

حکیم محمد سعید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل تھے۔ آپؐ کی زندگی کا ہر گوشہ اور آپ کے کردار کا ہر رخ مسلمانوں کے لئے نمونہ اور اسوہ ہے۔ خدائے بزرگ نے آپؐ کو انسانوں میں پیدا کیا اور انسانوں ہی کی طرح پیدا کیا اور آپؐ نے انسانوں کی طرح سے اپنی پوری زندگی گزاری۔ آپؐ بیٹے بھی تھے اور باپ بھی۔ شوہر بھی تھے اور بھائی بھی۔ عمر میں چھوٹے بھی تھے اور بزرگ بھی۔ آپ نے تجارت بھی کی اور فوجیں بھی لڑائیں۔ محنت کشی بھی کی اور حکمرانی بھی۔ آپ ہر حیثیت سے شاہراہ حیات پر ایسے نقوشِ قدم چھوڑ گئے جو قیامِ قیامت تک لوگوں کے لئے نمونہ اور معیار بنے رہیں گے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ (بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قابلِ تقلید نمونہ ہے)

چنانچہ ایک شوہر اور رفیقِ حیات کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کردار ہے وہ ہر شوہر کے لئے نمونہ کا کردار ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے مسلمان شوہروں کے لئے آپؐ کے چند احکام سماعت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا:

خیرکم خیرکم لاھلہ۔ (ترمذی دارمی ابن ماجہ) تم میں سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے لئے بھلا ہو۔

دوسرا ارشاد:

خیارکم خیارکم لنسائھم ۔ (ترمذی) تم میں سب سے بھلے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں

کے لئے بھلے ہوں۔

ایک بار ایک ایسے صحابی کو جو زہد و عبادت کی طرف زیادہ متوجہ ہونے کی وجہ سے اپنے "اہل" سے غافل رہتے تھے بلوایا اور فرمایا:

وان الزوجک علیک حقاً۔ (بخاری) اور تمہاری رفیقہ کا بھی تم پر حق ہے۔ صنفِ ضعیف کے حقوق کا سرکار کو کتنا خیال تھا۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ آپ نے اپنی حیات کے آخری خطبہ حج میں جن اہم تر مسائل پر احکام و نصائح فرمائے تھے ان میں عورت کے حقوق کا مسئلہ بھی تھا۔ فرمایا:

"لوگو! عورتوں کے حق میں میری نیکی کی نصیحت کو مانو کہ یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں اور تم اس کے سوا کسی بات کا حق نہیں رکھتے اِلّا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں۔ اگر ایسا کریں تو ان کو خواب گاہ میں علیحدہ کردو اور ان کو ہلکی مار مارو۔ تو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو۔ بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں جن کو تم پسند نہیں کرتے۔ اور نہ تمہارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت دیں جن کا آنا تم کو پسند نہیں۔ اور ہاں ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے میں نیکی کرو۔ (ابن ماجہ)

بیوی کے حق کی وضاحت ایک اور موقعہ پر ایک سوال کے جواب میں یوں فرمائی:

"بیوی کا حق شوہر پر یہ ہے کہ جب خود کھائے تو اس کو کھلائے جب خود پہنے تو اس کو پہنائے۔ نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے نہ اس کو برُا بھلا کہے۔ نہ گھر کے علاوہ (سزا کے لئے) اس کو علیحدہ کرے۔" (ابن ماجہ)

اختصار کے خیال سے میں نے یہ چند ارشادات نقل کئے ہیں۔ ورنہ بیویوں کے حقوق کے سلسلے میں آپ کے احکام و ہدایات بکثرت ہیں۔

ایک شوہر کی حیثیت سے حضورؐ کیسے تھے اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم

یہ سوچتے چلیں کہ ایک شوہر کے لئے عمومی شرائط کیا ہونی چاہئیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ بیوی کے لئے محبت کوش ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی ضروریات اور خواہشات کا حتی الامکان پورا پورا خیال رکھے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ جہاں تک اس کے اصول اجازت دیں بیوی کی ان فرمائشوں اور خواہشوں کی تکمیل وتعمیل میں سعی کرے جو چاہے خود اس کے مزاج کے خلاف ہوں۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر ازواج ایک سے زیادہ ہوں تو اپنی محبت، وقت، مال اور توجہات کی ان میں ٹھیک اور عادلانہ تقسیم کرے۔

اب ان شرائط کی روشنی میں شوہر کا ایک مثالی کردار ملاحظہ ہو۔

جہاں تک شرطِ اوّل یعنی محبت کوش ہونے کا تعلق ہے اس کے لئے تو کچھ سوچنا ہی تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ وہ پاک ہستی سراپا محبت تھی، محبت کیش تھی، جس کا پیغام محبت کا پیغام تھا، جس کا مِشن محبّت کا مشن تھا۔ جس نے محبت اور صرف محبت ہی کے زور پر ساری دنیا کو فتح کیا تھا۔ جسے دوستوں سے ہی نہیں دشمنوں سے بھی محبت تھی۔ ایسے محبت کیش کی محبت کوشیوں کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ اور وہ بھی اپنی ازواج مطہرات کے لئے۔

آپ نے چھٹی صدی کے عرب کے سے معاشرے میں عورت سے جیسی محبت کرکے دکھائی اور کرنا سکھائی ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے سیدنا عمرؓ کا یہ قول سنیئے۔

ہم لوگ اسلام سے قبل عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے اسلام نے عورتوں کے لئے احکام نافذ کئے اور ان کے حقوق مقرر کئے۔" (بخاری)

ان احکام وہدایات کا اثر کیا ہوا؟ عورت کو کیا حقوق ملے؟ اس کا جواب بھی حضرت عمرؓ اپنے اسی ارشاد کے دوسرے حصّے میں دیتے ہیں۔

"ایک بار میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی برابر کے جواب دیئے۔" (بخاری)

ملاحظہ فرمایا آپ نے یہ انقلابِ عظیم۔ جانور سے بدتر عورت کا درجہ معاشرے میں کتنا

بلند ہوگیا اور ذہن کتنے بدل گئے کہ عورت ڈانٹ سنکر ترکی کا جواب ترکی زبان میں دیتی ہے۔ اوراصل حصّہ اس داستان کا یہ ہے کہ شوہر گھر کی اس "جھڑپ" کا حال باہر کے لوگوں کو خود سناتا رہا ہے" شکایتاً نہیں فخر کے لہجے میں۔

یہ تو سیدنا عمرؓ تھے۔ اس سے بھی دلچسپ قصّہ خود آنحضرت صلعم کا ملاحظہ ہو۔ عورتوں کے حقوق کے اس داعی اعظم نے اپنی ہر رفیقۂ حیات کو عملاً کتنی آزادی دے رکھی تھی اور کتنے زیادہ حقوق عطا فرما رکھے تھے، صرف دوسروں کو نصیحتوں اور ہدایتوں تک بات ختم نہیں کی تھی خود اپنے گھر میں اس پر عمل کرکے دکھایا تھا۔

ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حبیبہ سیدتنا عائشہؓ سے مصروف کلام تھے۔ کسی خانگی اورنجی مسئلے پر گفتگو تھی۔ لے ذرا بڑھ گئی۔ جذبات ذرا تلخ ہوگئے۔ سرکار ایک تو حلیم تھے دوسرے عملاً مساوات کی تربیت کرنی تھی۔ اس لئے طرفین میں سے حضرت عائشہؓ کے ہی الفاظ میں ترشی تھی اور لہجہ بھی بلند تھا۔ میاں بیوی میں یہ کارزار گرم تھا کہ حضرت ابوبکرؓ آنکلے۔ وہ ادھر سرکار کے جان نثار تھے تو ادھر حبیبۂ رسول کے پدر بزرگوار بھی تھے۔ گویا دوچند ذمہ داری حضرت صدیقؓ نے محسوس کی۔ باپ اپنی بیٹی کی سرزنش کے لئے آگے بڑھا اور طیش میں گرجا۔

"ہائیں! تو رسول اللہ کے سامنے آواز اونچی کرتی ہے!"

اور ہاتھ بھی بلند کر دیا۔ مگر بیٹی اپنے غضبناک باپ کی سرزنش سے صاف بچ نکلی۔ کس نے بچالیا۔ حقوقِ نسواں کے مبلغ اعظم بیچ میں حائل ہوگئے تھے۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلّم!
سلام اُس پر کہ جس نے عورتوں کی دستگیری کی

جناب صدیقؓ کے غیظ وغضب کا پارہ کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ چڑھ گیا ہو جس فعل میں ان کے رفیق و حبیب رسول اللہ حائل و مانع ہوں اس کی تکمیل کی انہیں کب جرأت ہوسکتی تھی۔ غضب پر ادب غالب آیا اور صدیق والا مقام واپس لوٹ گئے۔ یوں میاں بیوی کی جنگ ایک تیسرے فریق کے بیچ میں آنے سے ختم ہوگئی۔ حضور نے فرمایا ہوگا:

"کیوں حُمیرا! میں نے بچا لیا
ورنہ ابا اچھی طرح خبر لے ڈالتے"

سیدہ حمیرا کھل کھلا کر ہنس دی ہوں گی اور رحمتِ عالم کا قلبِ مبارک بھی وفورِ مسرت سے لبریز ہو گیا ہو گا کہ دیکھو میرا مشن اللہ کے فضل و کرم سے کس قدر کامیاب ہو رہا ہے۔ یہ صنف ضعیف اپنی "خودی" کو پہچانتی جا رہی ہے خود مجھے بھی معاف نہیں کرتی۔

جناب صدیقؓ چند روز بعد پھر کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوئے تو آج رنگ دوسرا تھا۔ مثالی شوہر اور معیاری بیوی آج حسب معمول خوش مزاجی کی حالت میں تھے۔

جناب صدیقؓ کے دل کی کلی کھل اٹھی اور عرض کیا۔

"میں نے جنگ میں دخل دیا تھا اور اب صلح میں بھی مجھے شریک کیجئے" سرکار مسکرا دیئے اور فرمانے لگے "ہاں ہاں! ضرور"

سرکار نے صحابہ کو اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنے پر جس طرح بار بار تکرار متوجہ فرمایا تھا اس کے نتیجے میں چند سال کے اندر اندر صنفِ ضعیف کو جو آزادی حاصل ہو گئی تھی اس کا اندازہ بھی آستانۂ نبویؐ کے ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔

حضورؐ کی ازواج مطہرات کو حضور سے بربناء بشریت کبھی کبھی عارضی طور پر کچھ شکوہ بھی ہو جاتا تھا۔ ممکن ہے اس رنج و شکوے کی کوئی حقیقت اور اساس ہوتی ہی نہ ہو اور یہ "ناز" کا ایک انداز ہی ہوتا ہو۔ بہر حال ازواج مطہرات کبھی کبھی اپنے شکوے کا اظہار حضورؐ سے فرمایا کرتی تھیں۔ یہ اظہار کس شان سے ہوتا تھا یہ بھی سننے کی چیز ہے۔ یہ بھی حضورؐ کی کامل و ہمہ جہتی تربیت کا ایک شاہکار ہے۔ اس اندازِ شکایت کی مثال خود سرکار ہی کی زبانِ مبارک سے سنیئے۔ آپ نے ایک بار حضرت عائشہ سے فرمایا۔

"تم مجھ سے برہم ہو جاتی ہو تو میں سمجھ جاتا ہوں"

جناب عائشہ نے دریافت کیا۔ "وہ کیسے؟"

"جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو اور کسی بات پر قسم کھانی ہوتی ہے تو "محمد کے خدا کی قسم" کہتی ہو اور جب مجھ سے خوش نہیں ہوتیں تو "ابراہیم کے خدا کی قسم" کہتی ہو۔

حبیبۂ رسولؐ نے عرض کیا۔

"جی ہاں ! یارسول اللہ (میں ناخوشی میں) صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں "۔

سناآپ نے ! اب بیوی ناخوش ہونا بھی جان گئی ہے اور اس ناخوشی کے برملا اظہار کی جرأت بھی اس میں پیدا ہوگئی ہے۔ کیا آپ کو اس پر کوئی حیرت نہیں ہورہی ہے ۔ اگر چھٹی صدی عیسوی میں پوری دنیا کی اخلاقی ومعاشرتی حالت آپ کے سامنے ہے اور اس دور کے عرب کی عورت کی حالت زار کا نقشہ آپ بھول نہیں گئے ہیں تو آپ کی حیرت کی کوئی حد نہیں ہوگی۔

فصلوا علیہ و سلمو تسلیما

حضرت عائشہؓ کے اور آنحضورؐ کے سن میں بہت فرق تھا۔ ایک ذہین اور طباع اور پھر کمسن لڑکی کا مزاج ، مذاق ، رنگ طبیعت ، انداز فکر ، دلچسپیاں ، غرض ہر چیز ایک پختہ عمر، سنجیدہ ، متین ، ثقہ اور ذمہ دار مرد سے مختلف ہونی ہی چاہیئے۔ اور پھر مرد سرکار کا سا ، جن کے دوش پر ساری دنیا کی قیادت کا بار تھا ، جن کے دل میں ساری انسانیت کی اصلاح کا جذبہ تھا ، جن کے ذہن میں عالم کے ایک نئے اور عظیم تر انقلاب کے منصوبے پرورش پارہے تھے ، جن کو شوق تھا آدمی کو انسان بنانے کا ، جن کو فکر تھی نئے خطوط پر معاشرہ کی تشکیلِ جدید کی ۔ مختصر یہ کہ آنحضرتؐ کی دلچسپیاں حضرت عائشہؓ کی دلچسپیوں سے جدا نوعیت کی تھیں ، یا یوں کہیئے کہ ان کے مزاجوں میں اتنا ہی بُعد تھا جتنا بڑھاپے اور جوانی میں بُعد ہوتا ہے ۔ لیکن دوسروں کے جذبات کا پاس کرنا بھی تو آپ سکھانا چاہتے تھے ۔ دوسرے کی جائز خواہشوں کو حتی الامکان پورا کرنا بھی آپ ضروری سمجھتے تھے ۔

عید کا دن تھا ۔ چند حبشی باشندے حرم نبوی کے قریب ایک تماشہ دکھارہے تھے ۔ بتقاضائے عمر جناب صدیقہ نے یہ تماشہ دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی ۔ سرکارؐ دروازے میں کھڑے ہوگئے اور ام المومنین حضورؐ کے دوش مبارک پر ٹھوڑی رکھ کر تماشہ دیکھنے لگیں اور دیر تک دیکھتی رہیں ؛ ایک بار دریافت فرمایاؐ "کیوں حمیرا ! جی نہیں بھرا " ، حبیبۂ رسول نے بے تکلف انکار فرما دیا ۔

" ابھی نہیں بھرا "

چنانچہ آپؐ یوں ہی کھڑے رہے یہاں تک کہ خود جناب صدیقہ تھک کر ہٹ گئیں ۔

ازدواج کے ابتدائی زمانے میں تو آستانۂ نبویؐ میں جناب صدیقہ کی بہت ہی کمسن

سہیلیاں جمع ہوجایا کرتی تھیں۔ سرکارؐ اندر تشریف لاتے تو وہ بھاگ جاتیں مگر آپؐ ان کو بلا لیا کرتے۔ ابتدائی زمانے میں ہی حضرت صدیقہؓ گڑیاں تک کھیلا کرتی تھیں۔ آپ نہ صرف اس کھیل میں حارج و مانع نہیں ہوتے تھے بلکہ کبھی کبھی کسی کھلونے کے متعلق کوئی سوال بھی فرمالیا کرتے تھے۔ اور بھولے پن کا کوئی جواب سنکر مسکرا دیتے۔ شادی کے چند دن بعد ایک بار خود آنحضرتؐ کی تحریک پر دونوں میں دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عائشہ چھریرے بدن کی تھیں آگے نکل گئیں بہت دن بعد جب عمر کے ساتھ سیدہ کا بدن بھی بھاری ہوگیا تھا ایک بار پھر دوڑ ہوئی۔ اب کے میدان حضورؐ کے ہاتھ رہا۔ حضورؐ نے پہلا مقابلہ یاد دلاکر فرمایا " آج اس دن کا بدلہ ہوگیا"

ایک مرتبہ عید کا دن تھا حرمِ نبویؐ میں چند بچیاں جمع ہوکر کچھ گانے لگیں۔ آپؐ لیٹے ہوئے تھے منہ ڈھانک لیا۔ لڑکیاں گاتی رہیں۔ اتفاقاً حضرت ابوبکر آگئے اور لڑکیوں کو ڈانٹنے لگے۔ آپؐ نے منع کیا اور فرمایا۔

" ان بچیوں کو گانے دو یہ ان کی عید کا دن ہے " (بخاری)

ایک بار سفر میں ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں۔ ساربانوں نے اونٹوں کو دوڑانا شروع کیا تو آپ کو خواتین کا خیال آگیا اور ساربانوں سے فرمایا۔

" ذرا دیکھ کر! یہ (عورتیں) آبگینے (بھی ساتھ ہیں)۔ اور سچ ہے کہ سیرت مبارکہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ آپ نے ان آبگینوں کی نزاکت کا پورا پورا خیال رکھا۔ صنفِ لطیف کے مزاج کی نزاکت کا آپؐ نے ہر ہر قدم پر اور ہر ہر بات میں اس طرح خیال فرمایا۔

بے شک حضورؐ ایک مثالی شوہر تھے۔

صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلّم

(تذکارِ محمدؐ)